جدید اردو نعت کا اہم سنگِ میل: عبدالعزیز خالد

ڈاکٹر آصف علی چٹھہ
اسسٹنٹ پروفیسر اردو
پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج، لاہور

ABDUL AZIZ KHALID: A MILE STONE
IN MODERN URDU NAAT

Asaf Ali Chatha, PhD
Assistant Professor of Urdu
Department of Urdu, University of the Punjab, Lahore

Abstract

The tradition of composing glorifying verses on the Holy Prophet (PBUH) has been very rich from the very time of his Holiness (PBUH). Following the Arabic tradition of Naat, poets of almost all important languages spoken by the Muslim have been writing Naat. Urdu language being no exception, is very fertile as regard to Naat writing. Abdul Aziz Khalid after the pioneers of Naat in Urdu-Ameer Minai, Muhsin Kakorvi and Haali-is considered one of the remarkable Naat writer. Khalid is well versed in many languages like Arabic, Persian, Hindi, Sanskrit and Urdu. He aptly employs his multilingual knowledge while composing Naat. He has six anthologies of Naat to his credit. This article studies Khalid's literary contribution particularly his Naat.

Keywords:

اردو، شاعری، نعت، حسان بن ثابت، عبدالعزیز خالد، انور سدید، قصیدہ لامیہ، قصیدہ میمیہ

مدحتِ سرکارِ دوعالم ﷺ مالکِ ارض وسما کی خوشنودی کا باعث بھی ہے اور محبانِ محبوبِ خدا کے لیے اعزاز وافتخار بھی۔ ورفعنا لک ذکرک کا یہ نغمہ آپؐ کی بعثتِ مبارکہ سے شروع ہوا تھا اور آج تک جاری وساری ہے۔ اس سلسلۂ اطہر میں آپؐ کے صحابہؓ، تابعین اور تبع تابعین کے علاوہ امتِ مسلمہ کے عربی، فارسی اور اردو زبان کے شعرا خصوصاً اور دیگر زبانوں کے شعرا عموماً شامل ہیں، جن کی تعداد حدوحساب سے ماورا ہے۔

اردو شاعری اور نعت گوئی کی باقاعدہ ابتدا ایک ساتھ ہوئی۔ چناں چہ وہ ملا داؤد کی مثنوی ''چندائن'' ہو یا فخر الدین نظامی کی مثنوی ''کدم راؤ پدم راؤ''، حمد کے بعد نعتیہ اشعار کا التزام ہے۔ ڈاکٹر طلحہ رضوی برق کے بقول:

> ''اردو کو دیگر زبانوں کے درمیان یہ اعزاز وافتخار حاصل ہے کہ اپنی پیدائش کے وقت سے ہی یہ مومنہ اور کلمہ گو رہی ہے۔ صوفیائے کرام اور مبلغین اسلام کے ہاتھوں دینِ متین کی ترویج واشاعت کے لیے یہ پروان چڑھی اور شروع سے ہی اس کی توتلی زبان پر حمد وثنا اور نعتِ رسول مقبول ﷺ جاری ہوگئی۔'' (۱)

اردو میں نعت گوئی کی مقبولیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ بلا مبالغہ اردو کے تقریباً ہر شاعر نے نعت گوئی کی سعادت حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔ جس نے باقاعدہ نعت نہیں کہی اس نے بھی حصول برکت اور اظہارِ عقیدت کے طور پر چند اشعار ضرور کہے ہیں۔

جنوبی ہند میں اردو کے پہلے صاحبِ دیوان شاعر محمد قلی قطب شاہ سے لے کر، ولی دکنی اور پھر قاضی محمود بحری اور سید محمد فراقی تک نعت گوئی کا منور سلسلہ ضوفشانی کرتا نظر آتا ہے۔ شمالی ہند میں اردو کے پہلے ممتاز شاعر مرزا محمد رفیع سودا کے معروف نعتیہ قصیدے کو شمالی ہند میں نعت گوئی کا ابتدائی نمونہ قرار دیا جاتا ہے۔ بعد ازاں اس روایت کو کرامت علی شہیدی، مولانا کفایت علی کافی، مولانا غلام امام شہید اور حافظ لطف علی خاں لطف بریلوی نے تقویت بخشی۔ امیر مینائی اور محسن کاکوری نے فنِ نعت گوئی کو عروج کمال تک پہنچایا۔ خصوصاً محسن کاکوری کے قصیدہ لامیہ ''مدیحِ خیر المرسلین ﷺ'' میں بقول محمد حسن عسکری، محسن کا فن اپنے عروج پر ہے۔

دورِ جدید میں مولانا الطاف حسین حالی، مولانا احمد رضا خاں بریلوی، حسن رضا خان بریلویؒ، علامہ اقبال اور ظفر علی خاں نے بدلتے ہوئے حالات کے تحت مجتہدانہ اقدامات کیے اور فنِ نعت گوئی میں نئے امکانات کو فروغ دیا۔ خصوصاً حالی اور اقبال نے نعت کے موضوعات کو ملک وقوم کی سیاسی وتمدنی زندگی سے ہم آہنگ کرکے ایک نیا روپ عطا کردیا۔ علمائے دین میں نعت گو کی حیثیت سے مولانا احمد رضا خاں بریلویؒ کا نام بہت ممتاز ہے۔ بقول ڈاکٹر ریاض مجید مولانا احمد رضا خان بریلوی نے اپنے شغفِ نعت اور اجتہادی صلاحیت سے

اردونعت کی ترویج وارتقا میں تاریخ ساز کام کیا۔ اردونعت کی تاریخ میں اگر کسی فردِ واحد نے شعرائے نعت پر سب سے گہرے اثرات مرتسم کیے ہوں تو وہ بلاشبہ مولانا احمد رضا کی ذات ہے۔(۲)

خصوصاً ان کے لکھے ہوئے قصیدہ لامیہ کو قصیدہ بردہ شریف کے بعد برصغیر پاک و ہند میں سب سے زیادہ شہرت نصیب ہوئی۔ دو اشعار ملاحظہ ہوں:

مصطفیٰ جانِ رحمت پہ لاکھوں سلام
شمع بزمِ ہدایت پہ لاکھوں سلام
فتح بابِ نبوت پہ بے حد درود
ختمِ دورِ رسالت پہ لاکھوں سلام

قیامِ پاکستان تک نعت نگاری میں جن دیگر شعرا نے اہم مقام حاصل کیا ان میں اقبال سہیل، سیماب اکبرآبادی، امجد حیدرآبادی، حمید صدیقی، بہزاد لکھنوی، حفیظ جالندھری، ماہر القادری، ضیاء القادری اور شفیق جونپوری کے نام قابلِ ذکر ہیں۔ قیامِ پاکستان کے بعد بھی بیسیوں شعرا نے نعت نگاری کے رجحان کو عام کیا اور تقریباً تمام اصنافِ شعر نعت گوئی سے ثروت مند ہوئیں خصوصاً حافظ مظہر الدین، حافظ لدھیانوی، حفیظ تائب، راسخ عرفانی، محمد ذکی کیفی، حافظ محمد افضل فقیر، مظفر وارثی، راجا رشید محمود، صبیح رحمانی اور عبدالعزیز خالد نے اردونعت کے ارتقا اور فروغ میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

عبدالعزیز خالد ایک مستند، پختہ کار اور قادرالکلام شاعر ہیں۔ ان کی نعت ان کی شخصیت کا ایک فطری حصہ ہے۔ جب انھوں نے نعت گوئی کا آغاز کیا اس وقت ان کے پیشِ نظر اردونعت کی ایک طویل روایت اور نعت کے مختلف لہجے تھے مگر انھوں نے اس پس منظر میں ایسا نعتیہ لہجہ تشکیل دیا جو ان کی انفرادیت کی ترجمانی کرتا ہے۔ ڈاکٹر انور سدید لکھتے ہیں:

> ''خالد کی خصوصی عطایہ ہے کہ اس نے نعت کو ایک الگ صنفِ سخن کے طور پر قبول کیا اور اس میں اپنی قادرالکلامی اور جذبِ دروں سے انفرادیت پیدا کی۔ بلاشبہ وہ اردو شاعری کا حسان بن ثابت ہے اور اس کی نعت قصیدہ لامیہ اور میمیہ کی ہم پایا قرار دی جا سکتی ہے اور میں کہہ سکتا ہوں کہ طغیانِ جذبات کو نعت میں اس فراوانی سے پیش کرنے میں تاحال اس کا کوئی مثیل نہیں۔''(۳)

سید عبداللہ، خالد کی انفرادیت کا تذکرہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

> ''خالد نے نعت نگاری کا ایک خاص انداز ایجاد کیا ہے اور جس طرح وہ ایک خاص الخاص اسلوب کا موجد ہے اسی طرح وہ نعت نگاری میں مخترع و مجتہد ہوا ہے۔''(۴)

عبدالعزیز خالد کے چھ نعتیہ مجموعے منظر عام پر آ چکے ہیں جن کے نام فارقلیطؐ، منحمناؐ، حمطایا، ماذ ماذ، طاب طاب اور عبدہ ہیں۔ یہاں ان کے نعتیہ مجموعوں کا فرداً فرداً مختصر طور پر جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

فارقلیط خالد کا پہلا نعتیہ مجموعہ ہے، جو پہلی بار ۱۹۶۴ء میں چھپا۔ فارقلیط حضور ﷺ کا وہ اسم گرامی ہے جو انجیل میں استعمال ہوا ہے۔ خالد نے پہلے صفحے پر اس کی وضاحت بھی کر دی ہے۔

ع نامِ ختمِ رسل انجیل میں ہے فارقلیط

فارقلیط، تیسرہ سو چوراسی اشعار پر مشتمل ایک طویل نعتیہ نظم ہے جو سات ابواب پر مشتمل ہے۔ خالد نے ابواب کی فہرست کو ہیکل، ہر باب کو کتاب اور ہر شعر کو لوح سے موسوم کیا ہے۔

پہلی دو کتابیں نعت کی ہیں جو آپ ﷺ کی ذات وصفات اور پیغام وفکر سے متعلق ہیں لیکن اس دائرے میں زندگی اور کائنات کی دوسری بہت سی حقیقتیں بھی شامل ہوگئی ہیں، نعت کا مطلع ہے

میں فرشِ زمیں ہوں تو سقفِ سما ہے
میں سانسوں کا مہماں تو موجِ ہوا ہے

اسی مودبانہ انداز میں مسلسل اشعار ہیں:

شہنشاہِ لولاک و مولائے سدرہ
تو میرے تخیل سے بھی ماورا ہے
تیری ذات فخرِ بنی نوعِ انساں
تو صلِ علیٰ، خیرِ خلقِ خدا ہے

قرآن مجید نے آپ ﷺ کی تعلیمات اور اخلاقِ حسنہ کو مسلمانوں کے لیے بہترین نمونہ قرار دیا ہے۔ خالد نے آپ ﷺ کی تعلیماتِ عالیہ اور صفاتِ منزّہ کو جگہ جگہ اشعار میں سمویا ہے۔

تو فقر و قناعت کا روشن مینارہ
محمدؐ ہے، احمدؐ ہے، تو مصطفیٰؐ ہے
سب انسان آدم سے، مٹی سے آدم
تفوّق کا معیار خوفِ خدا ہے

تیسری کتاب قرآنِ پاک کے بارے میں ہے۔ قرآن حکیم قیامت تک بنی نوع انساں کے لیے ضابطہ حیات ہے، چنانچہ خالد اس کتاب میں خدا تعالیٰ کی مدح وتوصیف اور اوصاف واختیارات کے ساتھ قرآن حکیم کی تعلیمات کا بھی ذکر کرتے ہیں۔

مندرجہ ذیل اشعار قرآن حکیم کے ساتھ ان کی محبت اور شیفتگی کے آئینہ دار ہیں:

حدیث و قصص کا خزانہ ہے قرآں
درِ فضل و احساس شب و روز وا ہے
سفارت ملی جس کی روح القدس کو
یہ وہ بے بہا ارمغانِ خدا ہے

چوتھی کتاب میں قرآن مجید اور ارشاداتِ نبویؐ کی روشنی میں عورتوں کے حقوق وفرائض کا تذکرہ ہے اور اخلاقی اصول وضوابط کا بیان ہے۔

پانچویں کتاب اسلامی تاریخ کے بارے میں ہے۔اس حصے میں آپ ﷺ کے صحابہ کرام، خصوصاً خلفائے راشدین کے کارہائے جلیلہ اور ان کی حیات مقدسہ کے اہم واقعات کو موضوعِ سخن بنایا گیا ہے۔ سیدنا عمر فاروقؓ کا تذکرہ یوں کرتے ہیں:

خلیفہ عناں تھامے چلتا ہے پیدل
غلامِ غلاماں سر راحلہ ہے
پیادہ ہو بیت المقدس میں داخل
یہ فاتح عساکر کا فرماں روا ہے

اس حصے میں عہد رسالت کے بعد کی اسلامی تاریخ کے کئی اہم واقعات کا تذکرہ اس انداز میں ملتا ہے کہ یہ حصہ نعت کی حد سے آگے نکل کر تاریخ اسلام کا احاطہ کرتا نظر آتا ہے۔

چھٹی کتاب مسلمانوں کی موجودہ حالتِ زار کے بارے میں ہے۔اسی باب میں خالد نے ان خواتین کا تذکرہ کیا ہے جن کا تاریخِ اسلام میں کسی نہ کسی صورت ذکر موجود ہے اور آخر میں شہادتِ کربلا کے بارے میں چند اشعار ملتے ہیں:

تمھیں رحم آیا نہ آلِ نبیؐ پر
سنا کرتے تھے نیکیوں کی جزا ہے
دکھاؤ گے منہ حشر کے روز کیسے
لعینو! یہ سبطِ رسولؐ خدا ہے

ساتویں اور آخری کتاب میں خالد نے اپنی عاجزی، انکسار اور تہی دامنی کا اظہار کیا ہے:

میں عالم نہ فاضل نہ مفتی نہ قاضی
سمجھتی ہے دنیا سند یافتہ ہے

کہاں نعت و نامِ رسولِ تہامی
کہاں وہ زباں جو کہ لکنت زدہ ہے

خالد کا یہ اظہار عجز ان کی عظمت کا نشاں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ فارقلیط زبان و بیان کی شاہکار ایک عہد آفریں نظم ہے۔ اردو کی یہ طویل ترین نعت دنیا کی عظیم نعتوں میں شمار ہونے کے لائق ہے۔ فارقلیط مشکل الفاظ، تلمیحات اور تشبیہات و استعارات کے باوجود بہت سی خوبیوں سے مزین ہے۔ فارقلیط، پر خالد آدم جی، ادبی ایوارڈ بھی وصول کر چکے ہیں۔

منحمنا، خالد کا دوسرا نعتیہ مجموعہ ہے۔ اس کا سالِ اشاعت ۱۹۶۶ء ہے۔ یہ پانچ ابواب پر مشتمل ایک طویل غیر مردّف نظم ہے جسے ہم محسن کاکوروی کے معروف قصیدہ لامیہ کے بعد اردو کا معروف قصیدہ میمیہ کہہ سکتے ہیں۔ اس نام کا تعارف بھی آغاز میں ہی اس طرح ملتا ہے۔ لکھتے ہیں:

ہے یہ منجملہ اسمائے رسولِ مقبولؐ

اس نعتیہ قصیدے کے بابِ اول کا آغاز ثنائے خواجہؐ سے ہوتا ہے اور اس کی ایک انفرادیت یہ بھی ہے کہ عام قصائد کے برعکس تمہید و تشبیب کے بغیر مطلع ہی سے حضور ﷺ کی مدح سرائی شروع کر دیتے ہیں:

مطاعِ آدم و انجم، متاعِ لوح و قلم
محمدؐ اُمّی، محبوب کبریا، صلعمؐ
محمدؐ انجمن کن فکاں کا صدر نشیں
محمدؐ افسرِ آفاق و سرورِ عالم

شمائل نبویؐ کی تصویر کشی بڑے خوبصورت انداز میں ملتی ہے:

شمیمِ خلدِ بریں ، کاکلِ مُجعّد میں
سحابِ رحمتِ رحمان، زلفِ غالیہ شم
مئے طہور سے سرشار و پرخمار آنکھیں
ہے ماورائے بیاں جن کے کیف کا عالم

خالد کو عربی، فارسی، اردو، ہندی، سنسکرت اور انگریزی زبان پر یکساں عبور حاصل ہے۔ لہٰذا یہاں بھی عربی، فارسی الفاظ کے ساتھ ہندی اور سنسکرت کے سبک اور شیریں الفاظ کا حسین اشتراک اور امتزاج نظر آتا ہے باب کے آخر میں خالد ثنائے خواجہؐ کا حق ادا نہ ہونے پر عذر پیش کرتے ہیں۔

ثنائے خواجہؐ سے معذور ہیں زبان و قلم

دوسرے باب میں خالد ایک مردِ مومن کی طرح زندگی بسر کرنے کا مشورہ دیتے ہیں۔ اس باب میں احکامِ قرآنی کے شعری اقتباسات اور تلمیحات سے استفادہ کر کے ملت کے نام ایک پیغام دیتے ہیں:

عمل ہے علم کا مقصود قیل و قال نہیں
وسیلۂ زر و منصب نہیں کتاب و قلم
سعید لیتے ہیں اقوامِ ماسبق سے سبق
ہیں اک مرقع عبرت، ثمود و عاد و ارم
دیارِ شوق میں لازم ہے پاسِ حرف و نگاہ
بڑھا جو حد ادب سے ہوا سر اس کا قلم

منحمنا کے تیسرے باب میں خالد بڑی خوبی سے اپنے آپ کو خدا کے حضور پیش کرتے ہیں اور حمدِ باری تعالیٰ اور ثنائے خواجہؐ کے بعد اپنی کمزوریوں اور کوتاہیوں کا عاجزانہ انداز میں ذکر کرتے ہیں۔ اس حصے میں ادب اور تہذیب بھی ہے اور قلم کی جولانی اور روانی بھی، بے چینی و اضطراب بھی اور رنگ تعلّی بھی:

ہے تیری ذات سزا وارِ ہر ثنا یا رب
کیا ذلیل کو تو نے جلیل کا محرم
تو میرے نامۂ اعمال کو نہ دیکھ یہ دیکھ
غلامِ حلقہ بگوشِ حبیبِ پاک تو ام
کمینہ خادمِ خدام عاشقانِ رسولؐ
ہے نعت و نام نبیؐ ، مایۂ مباہاتم
ہوں خوش عقیدہ بہ تقلیدِ غوثِ جیلانیؒ
بہ گردنِ شعرائے زماں نہم پائیم

چوتھے باب میں خالد دنیا میں عموماً اور پاکستان میں خصوصاً پھیلی ہوئی اخلاقی و روحانی خرابیوں اور زوال پذیر اقدار کا ذکر اس دردانگیز لہجے میں کرتے ہیں کہ انسانیت اور اسلام سے محبت رکھنے والا کوئی بھی شخص متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ پانچویں بند میں کل پانچ اشعار ہیں جو خالد کی قومی و ملی امنگوں اور آرزوں کے ترجمان ہیں۔ منحمنا خالد کا ایک منفرد ادبی شہکار ہے اور ان کی پختگی فکر و فن کا غماز بھی۔

خالد کی نعت گوئی کی تیسری خوبصورت کڑی ''حمطایا'' ہے جو ستائیس طویل اور مختصر نعتوں پر مشتمل ہے، اس کا سالِ اشاعت ۱۹۷۶ء ہے۔

''حمطایا'' بھی حضور اکرم ﷺ کے اسمائے گرامی میں سے ایک ہے۔ افتتاحیہ صفحے پر ایک خوبصورت مخمس ہے جو آپؐ پر درود و سلام کی شعری صورت ہے۔ اس کے بعد ایک خوبصورت نظم ہے اس کے دو اشعار ملاحظہ ہوں:

وہ جس کے قدموں کے لمس سعید کو ترسے
سرِ خبیبؓ و دلِ بوذرؓ و اویسؓ و بلالؓ
وہ جس کے خادم و خازن بخاریؒ و مسلمؒ
وہ جس کے چاکر و چاوٴش خالد و اقبال

اس افتتاحیہ نظم کے علاوہ ستائیس نعتیں ہیں۔ آخری بارہ نعتیں ایک ہی مخصوص بحر میں ہیں لیکن قوافی مختلف ہیں۔ خالد کا یہ نعتیہ مجموعہ ان کی زیادہ تر معروف نعتوں پر مشتمل ہے جن میں نغمگی اور ترنم کا واضح احساس ہوتا ہے اور ہماری نعتیہ شاعری کی روایت سے قریب بھی ہے۔ زبان سادہ اور ہیت غزلیہ ہے۔ بعض مقامات پر قرآنی آیات اور احادیث نبویؐ بھی نظم کی گئی ہیں مگر شعر کی روانی میں کوئی فرق محسوس نہیں ہوتا۔

خالد صحیح معنوں میں ایک عاشق رسولؐ ہیں۔ انھیں آپ ﷺ کے اسم گرامی سے اس قدر اُنس ہے کہ ایک مرتبہ نام نامی لیا تو ساتھ ہی دوسرے القاب و اسمائے صفات ایک سیل بے کراں کی طرح امڈ نے لگتے ہیں۔ ''حمطایاؐ'' کی ایک نعت میں آپ ﷺ کے اس قدر اسمائے گرامی اور القاب ملتے ہیں کہ یہ نعت اردو شاعری میں درود تاج بن گئی ہے:

تیری مدح و ثنا میں زباں کو تکلم کا یارا نہیں
اے نزاری ، حجازی، تہامی، مقفی، مزکی، زکی!
جانِ بیت و حرم، اے جمیل الشیم، اے شفیع الامم
تو مقدس ، مطہر ، معطر، منور ہے اے ابطحی

مولانا جان محمد قدسی کی نعت ع مرحبا، سیدی، مکی، مدنی، العربی، فارسی کی چند مقبول نعتوں میں سے ایک ہے۔ خالد نے اس نعت کی بہت خوبصورت تضمین بھی کی ہے۔

''حمطایاؐ'' کے آخری حصے میں خالد نے ایک ایسی بحر میں بارہ نعتیں کہی ہیں جو اردو میں عام طور پر مستعمل نہیں ہیں اور مشکل نظر آتی ہیں مگر خالد نے ایک ہی ردیف میں مختلف قوافی کے ساتھ اتنی کامیاب اور خوبصورت نعتیں لکھی ہیں کہ خالد کی قادرالکلامی کے آگے روح و دل دوزانو ہو جاتے ہیں۔

''حمطایاؐ''میں تلمیحات بھی موجود ہیں۔کہیں کہیں مشکل الفاظ اور تراکیب بھی ہیں لیکن وہ بار محسوس نہیں ہوتیں۔''حمطایاؐ''میں وہ تمام سوز وساز اور جذب وشوق کا سامان ہے جو ایک عاشقِ صادق کا خاصہ ہوسکتا ہے۔تمام نعتیں عشقِ رسولؐ کے کیف وسرور میں غوطہ زن دکھائی دیتی ہیں الختصر یہ مجموعہ بے شمار فکری وفنی خصوصیات کا حامل ہے جن کا ذکر بخوفِ طوالت یہاں نہیں کیا جارہا۔

''ماذ ماذؐ''عبدالعزیز خالد کا چوتھا نعتیہ مجموعہ ہے۔اس مجموعے میں بائیس طویل اور مختصر نعتیں شامل ہیں۔دو نعتیں آزاد ہیت میں ہیں البتہ زیادہ تر نعتیں غزل کی ہیت میں ہیں۔خالد نے حسبِ معمول ماذ ماذؐ کے معنی ومفہوم کی وضاحت کے لیے کتاب کے افتتاحیہ صفحات ہی میں مختلف لغات اور کتب کا حوالہ دے دیا ہے۔ ماذ ماذؐ دراصل حضور نبی اکرم ﷺ کا اسم گرامی ہے،جس کے معنی طیب،خوش خلق اور پاکیزہ خو کے ہیں۔خالد کی تحقیق کے مطابق لفظِ محمدؐ کی طرح اس کے بھی ۹۲ عدد ہیں۔

ماذ ماذؐ کی زیادہ تر نعتیں لفظی ومعنوی دونوں اعتبار سے نہایت دلکش ہیں۔زبان سہل ہے۔سلاست روانی اور سادگی نمایاں تر ہے۔پہلی نعت ملاحظہ ہو:

اے رسولِ عربیؐ ! اے مرے محبوب نبیؐ
میں اویسِ قرنیؓ ہوں نہ بلالِ حبشیؓ
بے بضاعت ہوں ، سبکسار ہوں لیکن پھر بھی
سر پٹختی ہے ترے در پر مری بے بصری
طے نہ ہو اس سے تیرے طالب کی تمنا ہے یہی
اے رسولِ عربیؐ! اے میرے محبوب نبیؐ
تا دمِ باز پسیں مرحلۂ قرب کبھی

ماذ ماذ کی ایک آزاد نعت میں خالد آسمانی صحیفوں میں آپ ﷺ کے ذکرِ خیر کی طرف اشارہ کرنے ، عظمتِ رسولؐ اور توقیرِ دربارِ نبویؐ بیان کرنے کے بعد اپنے عجزِ بیان کا اظہار کرتے ہیں:

تیری مداحی کا دم بھرتا ہے خالد
اس کے بس میں ہے فقط تجھ سے محبت کرنا
اب بتائے گی تجھے صبحِ ابد ہی تنہا
اے حبیبؐ دلجو
کتنا محبوب ہے تو

کی گئی تیری ستائش تری مدحت کتنی
آیت گلبدنی
اے رسول مدنیؐ

ماذ ماذؐ میں عشق رسولؐ کے ساتھ سیرت مصطفویؐ کی دلنواز جھلکیاں بھی ہیں۔ ایک فکر عمیق بھی اور فلسفیانہ گہرائی بھی۔ خالد کے پاس وسیع ذخیرہ الفاظ ہے لیکن ماذ ماذ میں بھی دلکش الفاظ کے ساتھ خوبصورت افکار بھی کلام کی زینت ہیں۔ تشبیہات وتلمیحات کے خوبصورت استعمال نے ہر نعت کو ایک جمالیاتی ثروت عطا کر دی ہے۔ ڈاکٹر نصیر احمد نصیر کے الفاظ میں ماذ ماذ جمال عجمیت اور جلال عربیت سے مزین ہے اور اس مجموعے کی خوبیاں اس کی بقائے دوام کی ضمانت ہیں۔

خالد کی نعت گوئی کی پانچویں سنہری کڑی کا نام طاب طابؐ ہے۔ باقی مجموعوں کی طرح طاب طابؐ بھی آپ ﷺ کے اسمائے گرامی میں سے ایک ہے۔ جس کا ذکر تورات میں ہے۔ اس کے معنی طیب ہیں۔

اس مجموعے میں کل ۲۳ نعتیں ہیں۔ سادگی، سلاست، روانی اور موضوعاتی و ہیتی تنوع کے لحاظ سے یہ نعتیں اپنی مثال آپ ہیں۔ طاب طاب کی بیشتر نعتیں سہل ممتنع کا عمدہ نمونہ ہونے کے ساتھ ساتھ مضامین نو کے انبار بھی اپنے جلو میں لیے ہوئے ہیں۔ مثلاً پہلی ہی نعت کے یہ اشعار دیکھیے:

بزمِ امکاں میں اللہ اکبر
تجھ سا انساں نہ تجھ سا پیمبر
تجھ سے تاروں کے ہمراہ مانگے
نور کی بھیک ماہِ منور
ضو شفق کی ترے چہرے کی لو
کہکشاں تیری شب تاب چادر

طاب طابؐ میں بھی خالد نے آنحضرت ﷺ کی مدح وتوصیف کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کی سیرت کے ان منور گوشوں کا بھی ذکر کیا ہے جو قیامت تک تمام بنی نوع انساں کے لیے مشعل راہ ہیں۔

شیخ سعدیؒ کے مشہور نعتیہ اشعار پہ خالد نے بہت خوبصورت تضمین بھی کی ہے:

عربی حجازی وابطحی
حرمی، تہامی و یثربی
مدنی ومکی وزمزمی

علم صداقت سرمدی

خسف القمر بجمالہ___ بلغ العلی بکمالہ

خالد نے کلاسیکی وتہذیبی پس منظر کو بھی اپنے مخصوص اسلوب میں سمویا ہے۔ حالی کی نعت ''اے خاصہ خاصانِ رسل وقت دعا ہے'' میں جو دردمندی اور سوز ہے وہ خالد کے ہاں عمیق تر ہوتا چلا جاتا ہے۔ بعض جگہ قرآنی آیات کو بھی نگینوں کی طرح اشعار میں جڑ دیا ہے۔

﴿ أقيموا الصلوة وآتوا الزكوة ﴾

کہ ہے ان سے قائم قوام جہاں

طاب طابؐ کے آخر میں ایک بہت ہی خوبصورت سلام ہے جسے پڑھ کر حفیظ جالندھری کے سلام کی یاد تازہ ہو جاتی ہے:

سلام اس پر لقب ہے رحمتہ للعالمیں جس کا
خطاب باصفا ہے صادق الوعد و امیں جس کا
سلام اس پر قدم لیں جھک کے افلاک بریں جس کے
سلام اس پر ہیں ممنونِ کرم اہل زمیں جس کے

طاب طابؐ محبت کے گلہائے عقیدت کا خوبصورت گلدستہ ہے۔ یہ نعتیہ مجموعہ جدید نعت کے جملہ رنگ وآہنگ اور محاسن کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ اس میں معانی ومضامین کا تنوع بھی ہے اور ذہن وشعور کے لیے دعوتِ فکر بھی، خالد کی روانی اور سلاست بھی اور ان کا لفت رنگ لہجہ بھی۔

''عبدہ'' خالد کا چھٹا نعتیہ مجموعہ ہے۔ فارقلیطؐ اور منحمناؐ کی طرح یہ بھی ایک ہی طویل نعت ہے لیکن یہ آزاد نظم کی صورت میں ہے۔ کتاب کے افتتاحیہ صفحات میں خالد نے چند قرآنی آیات عبدہ کے مآخذات کے طور پر درج کر دی ہیں۔ ابتدا اور انتساب بھی منظوم ہے۔ انتساب بذاتِ خود ایک قابل ذکر اور موثر نظم ہے، جو دوحصوں میں منقسم ہے اور اپنے اندر فکر ونظر کے کئی پہلو رکھتی ہے۔ پہلے حصے میں خالد نے زندگی کے مختلف طبقوں کو اپنے انتساب کے لیے منتخب کیا ہے۔ انتساب کا دوسرا حصہ معروف نعت گو شعرا کے نام ہے جو اعترافِ عظمت ہے:

بنامِ نامی حسانؓ و کعبؓ و بوصیریؒ
کہ جن کے حق میں کی محبوبِ کبریاؐ نے دعا

بنام ابن رواحہ و نابغہ جعدی

کہ جن کے شعروں پر حضرت نے صاد فرمایا

عبدہ کی شاعری میں بھی خالد کی پوری نعتیہ شاعری کے رنگ جمع ہوکر قوسِ قزح کی صورت اختیار کر گئے۔ وہی مودت و محبت، وہی تڑپ اور دعائیں اور وہی مناجات۔ خالد کی نعت کا ایک نمایاں وصف یہ بھی ہے کہ وہ نعت میں سیرت سوانح اور تاریخ کو بھی نہایت خوبصورتی سے سمود یتے ہیں۔ عبدہ، میں قدم قدم پر ایسی مثالیں ملتی ہیں:

عدو اس کا، چچا ابولہب ہے
جسے زعم ہے وہ زعیمِ عرب ہے
اُسے علم سب ہے
مگر پھر بھی پاسِ ادب ہے

چچی اس کی اُمِّ جمیل اُس کی راہوں میں کانٹے بچھائے
پر اس کی جبیں پر شکن تک نہ آئے
ہو کیسی ہی افتاد وہ مسکرائے
ہیں یکساں عزیز اس کو اپنے پرائے

خالد ایسے شعرا میں سے ہیں جو نعت گوئی سے دینِ حق کی اشاعت اور تبلیغ کا کام لیتے ہیں۔ عبدہ میں خالد نے قرآن و حدیث کی تعلیمات کو بہت خوبصورتی سے اشعار کی زینت بنایا ہے:

ساری اشیاء ہیں تابع قضا و قدر کی
گناہوں کی میراث شرم و ندامت
دلیلِ سفاہت ہیں بہتان و غیبت
زیادہ ہے کعبے سے مومن کی حرمت
نہ کھائے خدا رحم اس پر
جو کھاتا نہیں رحم خلق خدا پر

عبدہ میں خالد نے عربی زبان اور قرآنی آیات کے استعمال کا ایک نیا تجربہ کیا ہے کہ مسلسل کئی کئی صفحات میں اردو کا کوئی مصرع نظر نہیں آتا مگر اسلوب کچھ ایسا ہے کہ کلام کی روانی اور سلاست میں رکاوٹ

محسوس نہیں ہوتی۔ آپ ﷺ کی شانِ اقدس میں عربی کے یہ مسلسل مصرعے درودا کبر کی یاد تازہ کرتے ہیں۔

هُوَ اَوَّلُ الأوّلين

هو آخر الآخرين

هو سيّد المسلمين

هو خاتم المرسلين

کتاب کا خاتمہ ان اشعار پر ہوتا ہے:

مرا شوق تسبیحِ نامِ محمدؐ

مرا کام شرحِ کلامِ محمدؐ

خالد کی اس طویل نعتیہ نظم میں الفاظ کا شکوہ اور بانکپن بھی ہے اور موضوعات کا تنوع بھی۔ خالد کے وسیع وعمیق مطالعہ کی جھلک بھی نظر آتی ہے اور ان کے دل کی دھڑکنیں بھی صاف سنائی دیتی ہیں۔ چنانچہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ عبدہ اپنے تمام فکری وفنی محاسن، خلوص وعقیدت اور جذبۂ صادق کی بنا پر اردو نعت گوئی کے خزینے میں ایک قابل قدر اضافہ ہے۔

خالد کی نعت گوئی کا تذکرہ کرتے ہوئے حفیظ صدیقی نے بہت صائب رائے دی ہے:

''عبدالعزیز خالد اس عہد کے اہم شاعر اور بلاشبہ نعت کے حوالے سے اہم ترین شاعر ہیں۔ انھوں نے اردو شاعری کو جذبے اور فن کی حسین آمیزش کے ساتھ نعت کا جو ذخیرہ عطا کیا ہے اردو شاعری اس پر بجا طور پر فخر کر سکتی ہے اور نعت گوئی کا کوئی بھی تذکرہ خالد کے ذکر کے بغیر صرف نامکمل ہی نہیں، ناقص کہلائے گا۔''(۵)

مختصر یہ کہ عبدالعزیز خالد نے عصری تقاضوں کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے اردو نعت میں اپنا انفرادی لہجہ پیدا کیا ہے جو پرتاثیر بھی ہے اور جاذب دل ونظر بھی۔ انھوں نے اردو نعتیہ شاعری میں جو قابل قدر اضافہ کیا ہے اس کی بدولت ان کا نام ہمیشہ ادب اور احترام سے لیا جائے گا۔

☆☆☆☆☆

حوالے

(۱) ڈاکٹر طلحہ رضوی برق،اردو کی نعتیہ شاعری، بہار: دانش اکیڈمی،۱۹۷۴ء،ص ۵

(۲) ڈاکٹر ریاض مجید،اردو میں نعت گوئی، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان،۱۹۹۰ء،ص ۴۰۹

(۳) انور سدید،نعت نگار خالد،مشمولہ ارمغانِ خالد مرتبہ نصیر احمد ناصر،مقبول اکیڈمی، لاہور: ۱۹۸۸ء،ص ۲۱۳

(۴) سید عبداللہ،ماہنامہ تحریریں۔خالد نمبر ا،اپریل ۱۹۷۵ء، لاہور: چوک اردو بازار،ص ۸۰

(۵) حفیظ صدیقی۔ماہنامہ تحریریں ،جولائی ۱۹۷۳ء،شمارہ ۷، لاہور: چوک اردو بازار،ص ۷۵